

# ضمیمہ تسلیم الحقت یعنی

رسالہ

امتحان اعتقاد بطریق سوال و جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ وَالْاَوْصِيَاءِ بِجَمْعِهِمْ

۱۔ س۔ ایمان کی تعریف کرو اور اس کے ارکان بتاؤ۔

۱۔ ج۔ جن ضروری باتوں کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان ایمان سمجھا یا ہے ان کو سچا جاننا ایمان ہے۔ ایمان کے ارکان چھ ہیں۔ اللہ پر ایمان لانا۔ فرشتوں پر ایمان لانا۔ آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔ پیغمبروں پر ایمان لانا۔ آخرت پر ایمان لانا۔ تقدیر پر ایمان لانا۔

۲۔ س۔ اسلام کی تعریف کیا ہے اور اس کے ارکان کتنے ہیں۔

۲۔ ج۔ دلی اعتقاد کو مطابق زبان سے خدا کی وحدانیت اور رسالت کا اقرار کرنا اور شرع کے رو سے جو امور فرض گردائی گئے ہیں ان کو بجالانا اور شرع کے رو سے جو امور منع کر دی گئے ہیں ان سے باز رہنا اسلام کے ارکان چھ ہیں۔ توحید اور رسالت کا اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ رمضان کو روزہ رکھنا۔ خالصاً توحید اللہ دین اسلام کے ترقی کی کوشش کرنا۔

۳۔ س۔ یہ چھ چیزیں رکن کیوں ہیں۔

۳۔ ج۔ یہ چھ چیزیں ارکان اس وجہ سے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلعم نے ان کو ارکان اسلام قرار دیا ہے۔ گویا یہ چھ چیزیں اسلام کے ستون ہیں جن پر عمارت اسلام کی بنیاد قائم ہے جو شخص ان چھ باتوں کو بجالائے گا وہ پورا مسلمان سمجھا جائیگا۔

(۱) مبحث اللہ پر ایمان لانا کا بیان

۱۔ س۔ اللہ پر ایمان لانا کس طرح سے ہوتا ہے۔

۱۔ ج۔ اللہ پر ایمان لانا دو طرح سے ہے ایک اجمالاً دوسرے تفصیلاً۔

Checked  
1987

CHECKED 1995  
CHECKED 1995

۲۔ س۔ اجمالاً اللہ پر ایمان لائیکے کیا معنی ہیں اور وہ کتنی باتوں کو مانتے سے محال ہوتا ہے۔

۲۔ ج۔ اجمالاً اللہ پر ایمان لائیکے معنی یہ ہیں کہ اس کے چار مختصر اوصاف کا یقین کر کر اور وہ چار باتیں ہیں  
۱۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا خالق ہے (۱) اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا پیداکرنیوالا ہے (۲) اللہ تعالیٰ تمام  
عیبوں سے پاک ہے (۳) اللہ تعالیٰ تمام اوصاف کمالیہ سے متصف ہے۔

۳۔ س۔ اللہ تعالیٰ پر تفصیلاً ایمان لائیکے کیا مطلب ہے اور وہ کن باتوں کی جانتی سے محال ہوتا ہے۔

۳۔ ج۔ اللہ تعالیٰ پر تفصیلاً ایمان لائیکے معنی یہ ہیں کہ اس کے چار مفصل اوصاف کا یقین کرے  
اور وہ بارہ اوصاف ہیں (۱) اللہ تعالیٰ موجود ہے (۲) اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے (۳) اللہ تعالیٰ ہمیشہ  
باقی ہے ہمیشہ باقی رہے گا (۴) اللہ تعالیٰ مخلوقات سے بالکل الگ ہے (۵) اللہ تعالیٰ اپنے ذات اور صفات میں  
یکتا ہے (۶) اللہ تعالیٰ زندہ ہے (۷) اللہ تعالیٰ صاحب قدرت ہے (۸) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے سو  
کرتا ہے (۹) اللہ تعالیٰ ہر آواز کو سنتا ہے (۱۰) اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے (۱۱) اللہ تعالیٰ  
کلام کرتا ہے (۱۲) اللہ تعالیٰ علیم ہے۔

۴۔ س۔ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا کیا مطلب۔

۴۔ ج۔ اللہ تعالیٰ کو موجود ہونے کا معنی یہ ہیں کہ اس کا وجود کسی چیز کو واسطے سے نہیں یعنی وہ اپنے  
وجود میں کسی چیز کا محتاج نہیں اور اس کا وجود ضروری ہے جس کو فنا نہیں۔

۵۔ س۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

۵۔ ج۔ اللہ تعالیٰ قدیم ہونیکے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر چیز سے پہلے ہے یعنی وہ کسی وقت بھی محدود  
نہ تھا وہ سب سے پہلے ہے اوس سے پہلے کوئی نہیں۔

۶۔ س۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا اس کا کیا مطلب۔

۶۔ ج۔ اللہ تعالیٰ کو باقی رہنے کے معنی یہ ہیں کہ اوس کو فنا نہیں وہ ہر وقت سے ہے اور  
ہمیشہ رہے گا یعنی سب کے فنا کے بعد بھی وہی ہے اوس کے بعد کوئی نہیں۔

۷۔ س۔ کیا اللہ تعالیٰ مخلوقات سے الگ ہے یا انہیں شامل ہے۔

۷۔ ج۔

۸۔ س۔

۸۔ ج۔

یا عرض

۹۔ س۔

۹۔ ج۔

اوس میں

مثلاً

۱۰۔ س۔

۱۰۔ ج۔

بلکہ اوسکی

رنگ اور رنگ

لذت نہیں

غشکہ جو ہر اور

تغیر اور فنا

۱۱۔ س۔

۱۱۔ ج۔

نہیں اوسکی

مثلاً نہیں

۱۲۔ س۔

۱۲۔ ج۔



۷۔ ج۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے باعتبار ذات کو بھی الگ ہے۔ اور باعتبار صفات کو بھی الگ ہے۔

۸۔ ص۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے باعتبار ذات کے الگ ہونیکے کیا معنی ہیں۔

۸۔ ج۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے ذاتاً جدا ہونیکے معنی یہ ہیں کہ تمام مخلوقات یا تو جوہر ہیں یا عرض اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے نہ عرض۔

۹۔ ص۔ اللہ تعالیٰ جوہر نہیں ہے اس کا کیا مطلب۔

۹۔ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شل اور اجسام کے گوشت اور پوست سے مرکب نہیں ہے۔

۱۰۔ ص۔ اللہ تعالیٰ عیناً طول اور عرض اور عمق نہیں ہے اللہ تعالیٰ شل نباتات کو نہیں ہے اللہ تعالیٰ شل پانی کو نہیں ہے اللہ تعالیٰ مادہ نہیں ہے غرض کہ جسم اور جسمانیات سے اس کی ذات بالکل پاک ہے۔

۱۰۔ ص۔ اللہ تعالیٰ عرض نہیں ہے اس کا کیا مطلب۔

۱۰۔ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے جیسا کہ اور اجسام کے اوصاف ہو کر ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کو اوصاف نہیں ہے بلکہ اس کی اوصاف ویسے ہیں جیسی اس کی شان ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی شکل شل اور اجسام کی شکل کو نہیں ہے اور اس کا رنگ اور رنگ کی شکل نہیں وہ گھانا پتیا نہیں اور گھانا پتیا نہیں۔ اور اس کی بات کی تکلیف یا کسی یا سبھی لذت نہیں ہوتی وہ کسی چیز میں سماتا نہیں اور میں کوئی چیز ساقی ہے نہ اس کو کسی درجہ اندہ کسی گناہ یا غرض کہ جہاں اور اجسام کو جقدر اوصاف ہیں ان کے اوصاف ذات باری تعالیٰ پاک ہے کیونکہ ان اوصاف کے تغیر اور فنا ہو اور اس کی ذات اوصاف کو بقا ہے پس ذاتی باقی کا کیا حاصل ہو سکے۔

۱۱۔ ص۔ اللہ تعالیٰ کے اوصاف مخلوقات کو اوصاف سے الگ ہونیکے کیا معنی ہیں۔

۱۱۔ ج۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے علم کو شل نہیں اس کی قدرت ہمارے قدرت کی شل نہیں اس کی زندگی ہمارے زندگی کی سی نہیں اس کا ارادہ ہمارے ارادے کی شل نہیں اس کا سننا ہمارے سنانے کی شل نہیں اس کی بیانی ہمارے بیانی کی سی نہیں اس کا کلام ہمارے کلام کا نہیں۔

۱۲۔ ص۔ اللہ تعالیٰ کو افعال مخلوقات کے افعال سے الگ ہونیکے کیا معنی ہیں۔

۱۲۔ ج۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو افعال مخلوقات کے افعال کو مشابہ نہیں اس سے کہ مخلوقات کے افعال

ہے۔

و چار باتیں یہ ہیں  
اللہ تعالیٰ کا

حاصل ہوتا ہے۔

با یقین کہ

اللہ تعالیٰ ہمیشہ

تساو و صفات غیر

پا ہوتا ہے سو

اللہ تعالیٰ

مغیر وہ اپنے

وقت بھی محدود

ہے۔

سے ہے اور

بواسطہ سبب بذریعہ آلات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کو افعال بلا واسطہ سبب بلا ذریعہ آلات ہوتے ہیں سرے کی مخلوقات کو افعال بعض وقت عبرت اور ہیکار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل عبث اور سیکانہ نہیں ہوتا ہے۔  
۱۴۔ ایں۔ اللہ تعالیٰ بذاتہ قائم ہے اس کا کیا مطلب۔

۱۳۔ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے وجود میں کسی مکان یا کسی محل یا کسی چیز کا محتاج نہیں یعنی وہ تمام چیزوں سے مستغنی ہے اور سب چیزیں اس کی محتاج ہیں۔

۱۴۔ ایں۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کیا معنی میں کیا اس کی زندگی انسان کی سی زندگی ہے۔

۱۴۔ ج۔ اس کی زندگی ہونیکہ معنی میں کہ اس کی زندگی بلا واسطہ ہے اور انسان کی زندگی بواسطہ ہے انسان اپنے زندگی میں سانس اور خون اور روح کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ ان باتوں کا محتاج نہیں۔

۱۵۔ ایں۔ اللہ تعالیٰ ایک ہونیکہ کیا معنی میں۔

۱۵۔ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات میں دوسرا کوئی اور کا سا بھی اور شریک نہیں نہ اس کا کوئی مثل ہے نہ اس کا کوئی مخالف ہے نہ معاند۔

۱۶۔ ایں۔ اللہ تعالیٰ عظیم ہے اس کے کیا معنی ہیں۔

۱۶۔ ج۔ اللہ تعالیٰ کو عظیم ہونیکہ معنی میں ہیں کہ اس کو ہر چیز اور ہر ذرہ کا علم ہو حاکم ربیت کی کنکریوں کو اور بارش کو قطر و گواہ جو کام چھپے یا کھلے ہو ہر چیز میں یا ہر جگہ ہیں یا ہر نکلان سب اس کو علم ہے دوسرا یہ کہ اس کا علم حصولی نہیں بلکہ ہر وقت اس کو ان چیزوں کا علم ہے۔  
اور سب چیزیں اس کے علم میں حاضر اور موجود ہیں یعنی اس کا علم حضور ہی ہے۔

۱۷۔ ایں۔ یہ جو کہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت جاری قدرت کی سی نہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

۱۷۔ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز پر پوری ہے اور ہر جہاں کی قدرت ہر چیز پر پوری ہے۔

اس کو یا اس ایک چیز میں یا پیداکرنا اور ایک ہفت اور ہزار کا پیداکرنا یا ہر جہاں کی قدرت باسباب ہے اس کی قدرت بلا سبب ہمارے کاموں میں عیسیٰ ہوتے ہیں اور انہما قدرت میں ہی نہیں ہوتے اگرچہ تو انسان و زمین کے مثل ایک ٹکا اور فانی کی طرح انسان و زمین بنادی اور اگرچہ ان و آدمیوں کے فنا کرد

۱۸  
چیز  
۱۸  
وہ  
ہمار  
۱۹  
۱۹  
آہستہ  
کہ ہم  
چیز  
اور  
۲۰  
۲۰  
رات  
اپنے  
وہ  
۲۱  
۲۱  
کلام  
دوسر  
وہ



۱۸۔ ایس۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کا کیا مطلب ہے ہم بھی تو بہت ساری چیزیں چاہتے ہیں وہ ہوتی ہیں ہمارے ارادے اور اس کا ارادے میں کیا فرق ہے۔

۱۸۔ ج۔ ہمارے ارادے میں اور اس کا ارادے میں آسمان کا فرق ہو اور اس کا چاہنا غیر محدود ہو اور ہمارا چاہنا محدود وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ہم جو چاہیں سو نہیں کر سکتے بلکہ اسی قدر کر سکتے ہیں جقدر ہمارے امکان ہیں ہے ہمارے چاہنے اور کر نہیں سکتے اور دیر ہی ہوتی ہے اور اس کو چاہنے اور کر نہیں دیر ہی نہیں۔

۱۹۔ ایس۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے ہم بھی سنتے ہیں پھر ہمارے سننے اور اس کے سننے میں کیا فرق ہے۔

۱۹۔ ج۔ ہمارے سننے اور اللہ تعالیٰ کے سننے میں آسمان کا فرق ہو اولیاء کہ وہ ہر آواز کو سنتا ہے خواہ بیکار کر ہو یا آہستہ خفا کہ جو چیزیں صاف چٹان پر چلتی ہے اس کے پاؤں کی آہٹ کو بھی وہ سنتا ہے برخلاف ہمارے سننے کے کہ ہم بیکار کی آواز کو بھی جسم ہی سنتے ہیں کہ ہمارے کانوں کے درمیان اور بیکار نے والیکو درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو دوسری ہم سننے میں کانوں کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ اپنے سننے میں کان کا محتاج نہیں ہے اور نہ اس کے کان ہیں۔ اور نہ اس کی سننے کے لئے کسی چیز کا حائل ہونا مانع ہے۔

۲۰۔ ایس۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اس کا کیا معنی ہے ہم بھی تو دیکھتے ہیں۔

۲۰۔ ج۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے ہر شے کی کالی چیزیں جو انہیں رات میں چلتی ہے اس کی چال کو بھی وہ دیکھتا ہے غرض کہ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کی دیکھتا ہے ہم اپنے دیکھنے میں لکھو کچھ محتاج ہیں اور دوسری کہ کوئی چیز حائل نہ ہو جب دیکھ سکتے ہیں برخلاف خدا کو دیکھنے کو وہ آکھ کا محتاج نہیں خواہ کوئی چیز حائل ہو یا نہ ہو وہ دیکھتا ہے۔

۲۱۔ ایس۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے اس کے کیا معنی ہیں۔

۲۱۔ ج۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا کلام مخلوق کے کلام سے بالکل الگ ہے اولاً تو اس میں کسی مخلوق کا کلام بواسطہ زبان اور ہوش نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا کلام بلا زبان اور بلا ہوش ہے دوسرے یہ کہ ہمارا کلام مخلوق اور حادث ہے اور خدا کا کلام قدیم ہے جسے اس کی ذات قدیم ہے ویسا ہی اس کا کلام بھی غیر مخلوق اور قدیم ہے۔

۱۔ سرور کی  
ہو رہا ہے۔

۲۔ مخلوق

۳۔ اپنے

۴۔ اور

۵۔ بت کی

۶۔ سب کا

۷۔ قض

۸۔ ہر زبان

۹۔ اس کی

۱۰۔ ہے تو

۱۱۔ بلکہ

۴۲۔ اے تعالیٰ کو کونسا ایسا وصف ہیں جنکو ہم بلا کیف مانتے ہیں۔

۴۲۔ ج۔ چند اوصاف اللہ تعالیٰ کو ایسے ہیں جنکی ہم کیفیت نہیں بیان کر سکتے جیسے اوکسی شان ہے دیباہی و کراوصاف میرا روہ اوصاف یہ ہیں ہنسنا تعجب کرنا اور ناچڑھنا وغیرہ جنکا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

۴۳۔ اے کن کن اوصاف سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

۴۳۔ ج۔ مندرجہ ذیل اوصاف اللہ تعالیٰ بالکل بری ہر بیضیہ یا اوصاف او میں ہیں ہر۔ ہدوم۔ حدوت۔ جھول۔ شرک۔ عجز۔ لنگ۔ نابینائی۔ اور حقد رعیوب ہیں سے اوکسی ذات پاک ہے۔

۴۴۔ کیا اللہ تعالیٰ کی صورت اور ہاتھ پیر اور آنکھیں ہیں۔

۴۴۔ ج۔ اس میں دو مذہب ہیں ایک سلف کا دوسری مشاخرین کا سلف کا مذہب یہ ہے کہ جیسی اللہ تعالیٰ کی شان ہے ویسی ہی اوکسی صورت ہے ویسے اوکے پیر ہیں ویسے اوکے ہاتھ ہیں ویسے ہم تاویل نہیں کر سکتے اور یہی مذہب حق ہے دوسری مشاخرین کا او خصول ہاتھ سے مراد قدرت مند سے مراد ذات وغیرہ لئے ہیں۔

### (۳) بحث فرشتوں پر ایمان لانے کا بیان

۱۔ فرشتوں کی تعریف کیجئے اور انکے اوصاف بیان کیجئے۔

۱۔ ج۔ فرشتے وہ نورانی لطیف اجسام ہیں جو نور سے پیدا کئے گئے کہ وہ کھائی ہیں نہ پیتے ہیں نہ کر الہی اور مکاشفہ ہیں نہ وہ نہ کر ہیں نہ نہ موت وہ اللہ تعالیٰ کو مغز بند ہیں وہ خدا کر حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو حکم انکو کیا جاتا ہے اس کو فوراً ایجا لاتے ہیں۔

۲۔ کیا انسان فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے۔

۲۔ ج۔ فرشتے جب مٹی صورتیں ہوتی ہیں تو انکو سوا یا نیسا کے کوئی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وہ لطیف ہیں جیسا کہ ہوا اور یہ لطافت کے دیکھا کی نہیں مٹی البتہ جب فرشتے جسم کثیف یعنی صورت انسان میں آتے ہیں تو البتہ دیکھا جیتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ کو میلا عقل معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب جسم لطیف میں کوئی وہ نہیں نظر نہ آئیں۔



۳۔ ج۔ ہر اجسام کیلئے نظر آنا ضروری نہیں ہے اور نہ انکا محسوس ہونا لازمی ہے بہت سارے چھوٹے چھوٹے اجسام جیسے پانی ہوا اور باریک کیتھر (جو جوت میں ہیں) بغیر مکبرائت کا انکو نہیں دیکھ سکتے اور نہ انکو محسوس کر سکتے ہیں اور بڑی سے بڑی سیارہ کو اکب موجود ہیں کہ جنکو ہم بغیر خط اب اور دوربین کو نہیں دیکھ سکتے پھر اگر فرشتے نہ دکھائی دیں تو تعجب کیا ہے دوسری یہ کہ ہر چیز کا دیکھنا اور نہ دیکھنا قوت بصارت اور ضعف بصارت پر موقوف ہے انبیاء علیہم السلام کی قوت بصارت بہت عظیم کہ بڑی ہوتی ہے اس واسطے وہ دیکھ لیتے ہیں اور عوام بوجہ ضعف بصارت کو نہیں دیکھ سکتے اور اس بات کا مشاہدہ بھی ہے کہ ایک شخص بوجہ قوت بصارت کو دوسرے ایک چیز دیکھ لیتا ہے اور دوسرا شخص بوجہ ضعف بصارت کے نزدیک کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔

۴۔ میں ہے پھر فرشتے انبیاءوں کو کیسے دکھائی دیتے ہیں۔

۴۔ ج۔ انبیاء کی قوت بصارت بڑھی ہوئی ہے اور وہ خود نورانی ہیں اور انکی بنیائی منزلہ شفا آئینہ کہ ہے اور وہ متصل اور برداشت کر نیوالے انکی صورت کر ہیں اس واسطے انکو دکھائی دیتے ہیں اور عوام کو نہیں دکھائی دیتے۔

۵۔ میں۔ فرشتوں کے اور اوصاف کیا ہیں۔

۵۔ ج۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں انکو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت ہی سے جو ایسی قدرت بڑی نہیں وہ بہت بڑی سی بڑی مسافت کو آن واحد میں قطع کر لیتے ہیں اور بڑی سی بڑی چیز جیسے پہاڑ اور مکات اور زمین کو ایک دم میں اٹھا کر پھینک دیتے ہیں اور باوجود اسکے پھر کسی قسم کی انکو تکلیف نہیں ہوتی۔

۶۔ میں۔ فرشتوں کو خدمات کیا ہیں۔

۶۔ ج۔ فرشتوں کے مختلف خدمات ہیں بعض فرشتوں کو وحی کی خدمت ہے جیسے (جبریل علیہ السلام) اور بعض کو قبض روح کی خدمت ہے جیسے (میکائیل علیہ السلام) اور بعض فرشتے مثل جنہ و انس ہیں کہ جو سب مخلوقات کی کارروائیوں کو لکھ رکھتے ہیں جیسے کرائے کا تبیل بعض کو صومر کی خدمت ہے جیسے اسرافیل علیہ السلام بعض جنت پر رسیدین ہیں اور بعض دوزخ پر آنکھ فرشتے تحت رب العالمین کو تمام موزی ہیں۔

چند چیزیں جو فرشتوں کی ہیں

### (۳) بحث۔ آسمانی کتابوں پر ایمان لائے کا بیان

۱۔ کتب آسمانی کے نسبت آپ کا کیا اعتقاد ہے۔

ج۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کی ہدایت کیلئے انبیاءوں پر ہدایہ وحی کی چند کتابیں آسمانی تھیں اور ان کتابوں میں اود اور نواہی اور وعد اور وعید اور دعائیں اور نصائح ہیں اور کتب آسمانیہیں جو کچھ کلام ہے وہ کلام الہی ہے جو بلا کیف ہے اور نہیں چار کتابیں مشہور ہیں تو ریت شریف انجیل شریف۔ زبور شریف۔ اور قرآن شریف۔

۲۔ توریت کیا ہے۔

ج۔ توریت بھی اللہ کی کتاب ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اس میں احکام شریعہ اور عقاید صحیحہ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت بھی موجود تھی کہ خزانہ میں ایک نئی جہل علیہ السلام کو نسل سے پیدا ہو گا اور وہ نئی شریعت کو لکھ کر آئے گا اور اطاعت اور احترام سب پر واجب العمل ہو گی

۳۔ یہ توریت جو آج کل موجود ہے آیا یہ وہی توریت ہے۔

ج۔ علماء اسلام کا عقیدہ ہے کہ توریت کچھ نسخہ جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا یہ وہ نہیں موجودہ توریت میں بہت کچھ تحریف اور تبدیل ہوئی ہے اور اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس میں دوزخ اور جہنم کا ذکر نہیں مالا لکر اس کا ذکر ہے اہم تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے حالانکہ جس نبی پر وہ اتری تھی وہ تو اسوقت زندہ موجود تھے۔

۴۔ زبور کیا ہے۔

ج۔ زبور بھی آسمانی کتاب ہے جو داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اس میں کچھ دعائیں اور کچھ ازکار اور کچھ مواظبات اور کچھ حکمت کی باتیں تھیں اور احکام شریعہ اس میں بھی کیونکہ داؤد علیہ السلام شریعت موسیٰ کے پابند تھے مگر اس کا بھی صحیح نسخہ نہیں ملتا اور اس میں کچھ کچھ تحریف اور تبدیل ہوئی ہے کیونکہ اس میں بہت ساری باتیں مذکور ہیں اگر طرف ایسی منسوب ہیں جو خدا کو شایان نہیں۔

۵۔

ج۔

تشریح کا  
نوعی احکام  
انجیل علیہ

۶۔

ج۔

چند جہانگیر  
پاس چار  
جہوں اور  
باتیں لکھتے  
خود ایک

۷۔

ج۔

اوٹھتے  
نراکت یہ  
ہوتا اصل کا

۸۔

ج۔

رطب اور  
جہانگیر  
تاہم سکر اور



۵۔ آپ کا انجیل کے باریس کیا اعتقاد ہے۔

۵۔ ج۔ انجیل بھی کتاب آسمانی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہو اور میں تو حید اور ذات باری تعالیٰ سے تشریح کا بیان ہوا اور اس بات کو بخوبی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک اور اولاد سے پاک ہے اور بعض فروری احکام تو ریت کی سیخ بھی ہے اور نیز جناب سرور کائنات صلیم کی بشارت کا بھی کر ہے عرصہ کہ جو انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اوس کی بھی تعظیم ہمیر واجب ہے۔

۶۔ اس وقت نصاریٰ کے پاس جو انجیل ہے آیا یہ وہی انجیل ہے۔

۶۔ ج۔ نصاریٰ کو پاس جو انجیل ہے یہ بعینہ ہی انجیل نہیں ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر چلے جانے کے بعد اصل انجیل میں تخریف کے بنائی گئی ہو اگرچہ انجیل بہت ہیں مکن اس وقت نصاریٰ کے پاس چار انجیلیں مشہور ہیں انجیل لوقا۔ انجیل مرقس۔ انجیل یوحنا۔ انجیل متی انیس لوقا اور مرقس ہیں کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں انجیل لکھی ہیں اور انجیل میں سنی سنائی باتیں لکھتے ہیں جن میں الہام کو کچھ بھی دخل نہیں دوسری سنی اور یوحنا اولاً تو انکا حواری ہونا خود ایک شکوک امر ہے اگر فرضاً اونکے حواری ہونیکو مان بھی لیا جائے تو یہ جو کچھ واقعات لکھتے ہیں وہ بعض اپنے اوپر کو گذری ہو کر واقعات اور کچھ سنی سنائی باتیں لکھتے ہیں اور بعض جگہ تو ریت اور صفحہ انبیاء کے غلط حوالے دیتے ہیں اور جب لکھا جائے تو وہاں اسکا نام و نشان نہیں اور پھر نزاکت یہ ہے کہ ہر انجیل کا مضمون دوسری انجیل سے جدا اگر بعینہ یہ وہی انجیل ہوتی تو اختلاف کا ہر کو ہونا اصل کلام باریس سب کو متفق ہونا چاہئے تھا۔

۷۔ خلاصہ جملہ بتا دیجئے کہ ان موجودہ کتب آسمانی کی نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہئے۔

۷۔ ج۔ چونکہ توریت اور انجیل کا اصل اور صحیح نسخہ نہیں ملتا اور موجودہ توریت اور انجیل کو نسخہ رطب و یابس یعنی صحیح اور غیر صحیح سے اسنے یہ کتابیں قابل وثوق نہیں بل البتہ ان کے مضامین جہاں تک ہمارے قرآن کو موافق ملتے ہیں انکو ہم بھی ملتے ہیں عرصہ کہ یہ کتابیں غیر موثوق اور ضوہ میں تاہم ہر کو ان کی توہین نہیں کرنا چاہئے گو وہ غیر موثوق اور قابل عمل نہ ہوں۔

یہ انجیل  
سمانی نہیں  
یہ شریف

کا شمس  
بہت سی  
عمل ہوگی

وہ نہیں  
س میں  
ہے کہ  
اس وقت

وہ کچھ  
سلام  
بندیل  
ہے۔

۸۔ قرآن کے بارے میں کس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہیے۔

۸۔ ج۔ قرآن اللہ کا کلام ہے جو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے یہ بخیر کتاب ہے اب کوئی کتاب سامان نہیں ہے اگرچہ قرآن سب کتابوں کا ناخبر قیام قیامت تک قرآن کا حکم جاری رہے گا اور وہ ہم تک متواتر ہمیشہ پہنچا رہا ہے سب علماء کا اتفاق ہے اور میں تغیر و تبدل نہ اتیکہ ہوا ہے نہ آئندہ ہو گا کیونکہ خود خدا تعالیٰ فرماؤں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور یہی دلیل اس کے معجزہ ہونے کی ہے۔

۹۔ قرآن عظیم الشان ہے بڑا معجزہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کیوں ہے۔

۹۔ ج۔ قرآن عظیم الشان ہے بڑا معجزہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگلے انبیاء کو جو ہجرات تھے وہ ان کو زمانہ تک محدود رہ کر انبیاء کو نہ رہیں گے ساتھ ان اور ہجرات کا بھی خاتمہ ہو گیا اب صرف ان کا ذکر ہی ہوتا ہے مگر

مگر قرآن ایسا معجزہ ہے کہ باوجود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پانچ سو سال تک باقی ہے اور اس کے معجزہ ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ باوجود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہونے کے آپ نے ایسا فصیح اور فصیح کلام صادر ہوا کہ اس میں کلام طاق ہے بشری ہو یا صادر ہونا محال ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے نبی اور نبی

جو اہل لسان تھے اور اپنے کلام کو فصیح اور فصیح کریم کی قابلیت رکھتے تھے اسی کلام کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے اور ان کو اسی کام کا بخوبی موقع دیتے رہے کہ ایک آیت بھی اس کے مثل بنالائیں مگر نہ وہ اس کے اور آخر میں عاجز ہو کر جب زبان سے مقابلہ نہ کر سکے تو تلوار سنان سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور جب

عرب جیسے لوگوں کو آپ سے مقابلہ کرنا ملتا تھا تو وہ نہیں ہوتے تو دوسری کی کیا محال تھی کہ آپ سے مقابلہ کرتے دوسرے یہ کہ آج تیس سو برس ہوئے ہیں اس عرصہ میں کیسے کیسے فصیح اور فصیح پیدا ہو کر مگر کوئی بھی قرآن کا مقابلہ فصاحت اور بلاغت میں ایک آیت سے بھی نہ کر سکا اور

سہو نے کہا کہ یہ کلام انہی کے تیس سو برس کے باوجود آپ کے امی ہونے کی آپ کے اگلے اور پچھلے اقوام کی خبریں دیں اور اگلے امتوں اور نبیوں کے جو حالات تھے ان کو میں میں بیان کر دیا جو بالکل فصیح و سلیقہ اور آئندہ واقعات کی پیشین گوئی ایسی کی جو ہو کر رہی ہے جو تھے یہ کہ قرآن میں آپ کے الٰہی علوم بیان کئے کہ جن سے نہ عرب واقف تھے نہ ہم۔

۴۷

۱۔ اس۔

۲۔ ج۔

۳۔ اوکو مخلوق۔

۴۔ عذاب فرخ۔

۵۔ تصدیق معجزہ۔

۶۔ اس۔

۷۔ ج۔

۸۔ معجزہ ہوا ہے۔

۹۔ اور جسم اور۔

۱۰۔ اس۔

۱۱۔ ج۔

۱۲۔ ہے اور یہ امر ظاہر۔

۱۳۔ بلاد بیل نہیں۔

۱۴۔ کرنا تاہم غشکہ۔

۱۵۔ اس۔

۱۶۔ ج۔

۱۷۔ موجود ہوں۔

۱۸۔ بلاشاہ کے طرف۔

۱۹۔ سے ثبوت۔

۲۰۔ کہنے کے میرے لیے۔



۸۔ قرآن کے بارے میں کس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہیے۔

۸۔ ج۔ قرآن اللہ کا کلام ہے جو ہماری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا یہ بخاری کتاب ہوا  
کوئی کتاب آسمان پر نہیں اتریگی قرآن سب کتابوں کا ناسخ ہے قیام قیامت تک قرآن کا حکم جاری رہیگا  
اور وہ ہم تک تو تاریخ جہنم پہنچا ہے جس پر سب علماء کا اتفاق ہے اوس میں تغیر اور تبدل نہ آتا ہے ہوا ہے  
نہ آئندہ ہو گا کیونکہ خود خدا تعالیٰ فراموشی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور یہ ہی دلیل اور سچا معجزہ ہونیکی ہے۔

۹۔ قرآن عظیم الشان ہے بڑا معجزہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کیوں ہے۔

۹۔ ج۔ قرآن عظیم الشان ہے بڑا معجزہ ہونیکی دلیل یہ ہے کہ اگلے انبیاء کو جو معجزات تھے وہ انکو نہ انبیا  
مجدد و دہرہ انبیا کو نہ رہیئے ساتھ ان اور ان معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا اب صرف ان کا ذکر ہے ہرگز  
مکن قرآن ایسا معجزہ ہے کہ باوجود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پانچے اب تک باقی ہے اور اس کے معجزہ ہونیکی  
پہلی دلیل یہ ہے کہ باوجود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امی ہونیکی آپ نے ایسا فصیح اور بلیغ کلام صادر ہوا کہ  
اوس جیسا کلام طاقت بشری سے صادر ہونا محال ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس تکبر و تواضع  
(جواہل لسان تھے اور اپنے کلام کو فصیح اور بلیغ کہتے تھے) اسی کلام کو ساتھ مقابلہ  
کرتے رہے اور انکو اسی امر کا بخوبی موقع دیتے رہے کہ ایک آیت بھی اس کے مثل بنالائیں مکن نہ وہ اس کے  
اور آخر میں عاجز ہو کر جب زبان سے مقابلہ نہ کر سکے تو تلو اسنان سے اڑنے پر آمادہ ہوئے اور جب  
عرب جیسے لوگوں کو آپ کے مقابلہ کہ نہیکی طاقت نہیں ہوئی تو دوشن کی کیا مجال تھی کہ آپ کے  
مقابلہ کرتے دوسرے یہ کہ آج تیسرے سو برس ہوئے ہیں اس عرصہ میں کیسے کیسے فصیح اور بلیغ  
پیدا ہو کر مکن کوئی بھی قرآن کا مقابلہ فصاحت اور بلاغت میں ایک آیت سے بھی نہ کر سکا اور  
سبہوں نے کہہ دیا کہ یہ کلام الہی ہے تیسری یہ کہ باوجود آپ کے امی ہونیکی آپ نے اگلے اور پچھلے واقعات  
کی خبریں دیں اور اگلے امتوں اور نبیوں کو جو حالات تھے انکو من و عن بیان کر دیا جو بالکل فصیح و سلیقہ  
اور آئندہ واقعات کی پیشین گوئی ایسی کی جو ہو کر رہی ہے جسے یہ کہ قرآن میں آپ کے ایسے علوم  
بیان کئے کہ جن سے نہ عرب واقف تھے نہ ہم۔

پورا کرنا جب تک تم تصدیق کرو گے چنانچہ اس بلپی کو کہنے سے بادشاہ تین نفع تحت سے خلاف و ت  
 اوٹھے اور بیٹھ جائے دیکھنے والوں کو ضرور اس امر کا یقین ہو گا کہ بیشک شخص بادشاہ ہے کہ  
 طرف سے بھیجا گیا ہے جب تو بادشاہ کو اس کی بات سنی ایسا ہی حال انبیاء کا ہے کہ جب انبیاء نے نبوت کا  
 دعویٰ کیا اور کہا کہ ہم خدا کو طرف سے بھیجے ہو ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ ان کے اس قول کو بخوبی سُن  
 رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ منکرین رسالت کو انکار پر سر ہرینا بنیاد نے خود جناب باری میں عرض کیا  
 کہ باری بار خدایا اگر ہم اپنی دعویٰ میں سچی ہیں تو تو اپنے عادت کے خلاف ایسا امر صادر کر کہ جس سے  
 ہماری نبوت کی تصدیق ہو جائے اور منکرین انکار سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے  
 کہنے کے خلاف عادت ایک امر اوحیٰ میں ہاتھ پر صادر کر لیا جس میں منکرین کو انکار کی گنجائش  
 نہ رہی غرض کہ انبیاء سے معجزات کا صادر ہونا بمنزلہ اس کہنے کے ہیں کہ انبیاء دعویٰ میں سچی ہیں۔  
 ۵۔ پس جب ایسا ہے تو معجزہ اور جادو میں کیا فرق ہے۔

۵۔ ج۔ اگر یہ بادی النظر میں جادو بھی خلاف عادت معلوم ہوتا ہے لیکن جادو باسباب ہوتا ہے  
 اور معجزہ بلا اسباب اور اس کے خلاف عادت معلوم ہوتا ہے اسباب کی چال کی وجہ سے ہوتا ہے دوسرے  
 جادو کا مقابلہ (بشرطیکہ اس کے اسباب معلوم ہو جائیں) ہو سکتا ہے معجزہ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا  
 جیسے کہ جادو گروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی سے مقابلہ کیا آخر کو عاج ہو گئے تبسریہ کہ معجزہ کا  
 وقوع نفوس جمیہ سے ہوتا ہے اور معجزہ کا صدور پاک نفوس سے۔  
 ۶۔ پس اچھا تو معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے۔

۶۔ ج۔ کرامت کا صدور ہونا دلی سے بلا دعویٰ نبوت ہوتا ہے برخلاف معجزہ کہ اس کا صدور نبی سے  
 دعویٰ نبوت کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسری اولیاء اللہ کی کرامت بارگاہ خداوندی میں و کبریا کے اکرام کی دلیل  
 ہوتی ہے اور معجزہ باعث تقرب الہی ہے اور کرامت اس کی سرزد ہوتی ہے کہ جو مقرب  
 اس نبی کا جو جس نبی کی امت میں وہ ہو اگر ولی اس نبی کا مقرب نہیں ہے کہ جس کے زمانہ میں ہو تو ایسا  
 شخص کی نسبت اگر اس سے کوئی خلاف عادت امر صادر ہو تو وہ مستند راجح ہے۔



۷۔ ہس۔ انبیاء کیلئے کوئی صفات لازمی ہے۔

۷۔ ج۔ چار صفات انبیاء کو لازمی ہیں سچائی۔ امانت داری۔ احکام خداوندی کا پہنچانا۔ زیر کی سچائی کہ جسے یہ ہیں کہ اونکا کہنا بالکل مطابق واقعہ کہ ہوتا ہے خواہ دینی امور ہوں یا دنیوی اون سے کبھی جھوٹ صادر نہیں ہوتا۔ امانت داری کہ یہ معنی ہیں کہ وہ احکام خداوندی کو پہنچائیں بڑا امین ہوں کہ کسی بات کو چھپیا تو نہیں اور اونکا ظاہری حال بالکل مرضی خداوندی پہنچاتا ہے اور کبھی کوئی ایسا فعل صادر نہیں ہوتا کہ جو خدا کی مرضی کو خلاف ہو اور یہی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اونکو تمام مخلوقات میں منتخب کیا ہے اور احکام خداوندی کو پہنچائیں وہ عدا یا انبیاء کی طرح کی کوتاہی نہ کرے اور احکام کو اچھی طرح مخلوق پر کھول دیتے ہیں زیر کہ او عقل مند ہونیکے معنی یہ ہیں کہ اونکی سمجھ اور دانائی ساری مخلوقات سے بڑھی ہوئی ہے۔

۸۔ ہس۔ انبیاءوں کو کن باتوں کا صدور محال ہے۔

۸۔ ج۔ چار باتوں کا صدور انبیاء محال ہے اولاً جھوٹ نہیں بولتے ثانیاً خدا کی نافرمانی نہیں کرتے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں ثالثاً حق امر کو اظہار میں غفلت نہیں کرتے اور اربعاً حق امر کو چھپاتے نہیں اور جو امر لوگوں میں عجیب گنجوازی ہیں اون سب عیبوں سے وہ پاک ہوتے ہیں اونکے پیشے ذلیل نہیں ہوتے نسب میں شریف ہوتے ہیں کوئی کلمہ بے ہودہ اون سے نہیں نکلتا گوئی گئے بہرہ کا نہیں ہوتے۔ جملہ عیوب جسمانی سے بھی وہ پاک ہوتے ہیں۔

۹۔ ہس۔ جب انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں تو پھر کیا وجہ تھی کہ آدم علیہ السلام نے گناہوں کا دانہ کھایا جس کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے۔

۹۔ ج۔ آدم علیہ السلام جو درخت سے گناہوں کا پادہ بھولے سے کھا جسے قرآن میں آیا ہے  
وَلَقَدْ عَلِمْنَا لَئِيْ آدَمَ فَتَنِیْ وَ لَوْ عَلِمْنَا اَنْهٗ لَا عَاصِیَیْ ہوتا۔

۱۰۔ ہس۔ یہ آپ کیا کھ رہے ہو قرآن میں صاف قطعاً آدم ربہ فعیٰ جس کھانے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے عیسان کیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جنت سے کما کر کوئی جاؤ اور افتخار کیوں کرتے۔

نجات  
ماہ ہر کے  
نبوت کا  
بخوبی سن  
عرض کیا  
بس سے  
نبیاء کے  
تجلیات  
پہنچیں۔

پہنچتا ہے  
دوسرے  
پہنچتا  
بہرہ کہ سحر کا

کا صدور و نبی سے  
پہنچا کر آدم کی دلیل  
تھی کہ جو جنت  
میں ہوتا ایسا  
ہے۔

۱۰۔ ج۔ چونکہ بڑا چھوٹا سا قصہ بھی بڑا سمجھا جاتا ہے سو یہ اللہ تعالیٰ انکی چھوٹے سے قصہ کو نافرمانی میں  
دُخل کیا اور لفظ نبیوں کو عصبیا سے فرمایا غرض کہ انکی بھول چوک بھی خدا کی بارگاہ میں نافرمانی کی نظر میں ہے  
چنانچہ ایسی بنا پر آدم علیہ السلام اس چھوٹے سے قصہ پر عجز و روئے اور متغیر مانگنے نہ تاکہ درجات عالیہ  
حاصل ہوں اور ترقی دراتب ہو یہاں سے اسکو سمجھ لینا چاہئے کہ جہاں انبیاء کی خطاؤں کا ذکر ہے وہاں  
وہ اگرچہ دوسرے کی نسبت چھوٹی ہیں لیکن انکو کمال طاعت اور عفو و مغفرت کو اختیار ہی پڑی ہیں  
اور انسی ایسی گناہ صادر نہیں ہوتے جیسے عام لوگوں سے صادر ہوتے ہیں غرض کہ ایسی خطائیں انسی بھول  
چوک سے صادر ہوتی ہیں جن کی حقیقت عصبیاں نہیں ہے۔

۱۱۔ اے۔ جب ایسا ہو تو پھر اعتراف کیوں کیا اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا کیوں کہتے رہے۔  
ج۔ انبیاء کو چھوٹے سے قصہ پر اعتراف کرنا اسوقت تک کہ وہ اپنے مالک حقیقی کو بہت ہی نادم ہوئے ہوتے  
اور سدا دراز خوف و فکروں میں بہت جاگزیں تھا غرض کہ کمال تقویٰ کی وجہ سے وہ چھوٹے سے قصہ کو بھی بڑا  
سمجھتے تھے اور اس میں اپنی ہونٹوں کو بھی تنبیہ اس امر کی تھی کہ باوجود ہمارے بغیر ہر ایک ہم تنہا خالیف ہیں مگر کون  
خالیف ہونا چاہیے جس سے قصہ پر ہماری یہ حال ہوا تو تمہاری بڑی خطاؤں کی تلو کیا نہ ملنا چاہئے۔  
۱۲۔ اے۔ کیا انبیاء کو الزامات بشری سے پاک ہیں۔

ج۔ جو عوارضات بشری انسان کو لاحق ہوتے ہیں سے عوارضات انبیاء کو بھی لاحق ہوتے ہیں یعنی کھانا  
پینا سوکھ پیاس گرمی سردی احت مرض صحت موت وغیرہ جیسا کہ انسان کو لاحق ہوتے ہیں وہی ایسی  
انبیاء کو لاحق ہوتے ہیں زندگی کو اسباب معیشت کی ضرورت جیسا کہ انسان کو ہوتی ہے وہی ایسی انبیاء کو  
ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی اسکے ان لوازمات بشری سے انکو مرتبہ نبوت میں کمال نقصان نہیں آتا۔

۱۳۔ اے۔ جب انبیاء کو اگر گزیدہ اور چستے بند ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ انکو بیماریاں اور دکھ  
اور تکالیف لاحق ہوتے ہیں حالانکہ محبوب بند ہر طرح سے آرام سے رہنا چاہئے۔

ج۔ انبیاء کو مکروہات لاحق ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی مکت ہے اول مقصدات ماری  
اس تکالیف سے انکے مراتب کا بڑا ناسخ دوسری یہ کہ ان سے پہلے طاعت کی آزمائش اور

اونکی ثابت قدمی اور صبر کا امتحان ہی تیسری اس مصلحت یہ کھی ہو کہ انبیاء کی بہتر مصیبت کو دیکھ کر  
 اونکی امتی بھی اونکی اقتد اکرین کہ جب باوجود اونکو اولوالعزم ہونیکو اون پر مصیبتیں نازل ہوئیں تو ہم  
 کس شمار قطار میں ہیں ہکو بھی مصیبت میں صبر اختیار کرنا چاہئے اور یہ سمجھ رکھنا چاہئے کہ دنیا دار  
 الامتحان ہونہ دار الامان چوتھے یہ مصلحت ہے کہ جب اون سے معجزات کا صدور دیکھیں تو کہیں  
 حسن اعتقاد سے اونکے الوہیت کا اعتقاد نہ کریں بھییں اور معاذ اللہ اون کو خدا تر بھییں کیونکہ  
 اگر وہ خدا ہوتے تو اونپر کلام اور اخراں کیوں آتے اور لوازمات بشری کیوں لاحق ہوتے  
 غرض کہ انبیاء علیہم السلام اگرچہ اولوالعزم ہیں اور سب مخلوقات میں اون کا مرتبہ بڑھ کر ہے  
 لیکن نفع کے حامل کرنے میں اور ضرر کے دور کرنے میں وہ خدا کے محتاج بندہ ہیں اونکو  
 خدا کے مقابلہ میں کسی بات کا ہمت یا نہیں۔

۱۴۔ میں مجھے آپ خلاصہ فرما دیجئے کہ انبیاء سے کس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہئے۔  
 ۱۴۔ ج۔ ہکو انبیاء سے اس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہئے کہ وہ تیسرے کمرہ اوصاف سے موصوف  
 ظاہر اور اطناب پر عیسے پاک ہیں اونکو جو لوازمات بشری لاحق ہوتے ہیں اس سے اونکو مرتبہ  
 نبوت میں کسی قسم کا نقصان نہیں عاید ہوتا اللہ تعالیٰ اون کو سب مخلوقات میں سے منتخب  
 کر لیا ہے اونکو مخلوقات کی ہدایت کیلئے اور احکام الہی کے پہونچانے کی غرض سے  
 بھیجا ہے اصل مسئلہ توحید میں سب انبیاء متفق ہیں البتہ زمان اور مکان کو اختلاف  
 احکام شرعیہ میں اختلاف ہوا ہے لیکن اصولی باتوں میں سب انبیاء متفق ہیں۔

۱۵۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت ہکو کیا اعتقاد رکھنا چاہئے۔  
 ۱۵۔ ج۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء میں اول ہیں آپ تمام جن اور انس کے  
 طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔

۱۶۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ہونیکی کیا دلیل ہے۔  
 ۱۶۔ ج۔ آپ کے خاتم الانبیاء ہونیکی دلیل یہ کہ ذات باری تعالیٰ کا کلام مقصود انبیاء کو بھیجے کہ

ہیں  
 فرمایا  
 ہے  
 وہاں  
 ہیں  
 دل  
 ہے  
 حانہ  
 اہی  
 باکو  
 رکھ  
 کا  
 دی  
 اور



یہ ہر کھلق کو خدا کی عبادت کی طرف بلایا جائے۔ اور ان کے امور معاش اور معاد کو متعلق ایسے متوسط طریقے بتلائیں جن میں کب جو بالکل آسان اور سیدھے ہوں اور ہر زمانہ اور موقع کو لحاظ میں رکھا جائے اور جو امور کو ان کی نظر میں غائب ہیں اور وہ حالات کہ جن تک فکر و تکی رسائی نہیں ہوتی اور کون سے شہادتیں بتلایا جائے کہ جو سمجھیں کہ حجاب اور شبہات و شکوکات کا قطع مع ہو جائے اور قطعی لیلو سے دین حق کا اثبات کر دیا جائے کہ مخالف کو کسی طرح کا شک و شبہ نہ رہے چونکہ ان سب باتوں کی جامع شریعت محمدیہ ہے اور اس نے تمام احکام معاد اور معاش کو پوری طور پر اچھی طرح بتلادیا ہے اور اس کی تکمیل اسطرح سے کر دی کہ ہر زبان اور مکان کو مناسب ہو گئی اس لئے حاجت مخلوق کو دین نامزدہ کی نہیں ہی اور کسی نبی کی ضرورت باقی رہی کہ جو کج کمال حد درجہ کو پہنچ گیا تو اب نے نبی کی ضرورت بتلانا اور یہ کہنا کہ اوس وقت کے مقتضی کو خودی و احکام صحابہ وہ احکام چل نہیں سکتے گویا اور کامل کو ناقص کہنا ہے اور یہ احکام شریعہ کے خلاف ہے اور آیت منصوصہ اللہ تعالیٰ احکامات اللہ تعالیٰ کے برضد ہے اسی وجہ سے جناب سالک علیہ السلام غافل نہیں گئے جہاں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کی ذات بابرکات تمام مخلوقات میں اکمل ہے اور آپ کا دین کامل ہے۔

۱۷۔ جناب سالک علیہ السلام کو خاتم الانبیاء کیسے کہتے ہو حالانکہ یہ اعتقاد صحیح ہے کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام اترینگے تو حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہو گئے۔

۱۸۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اترینگے لیکن وہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پابند رہینگے کیونکہ شریعت علیہ وسلم اس وقت کے تھی شریعت محمدیہ کے انیسے وہ نسخہ ہو گئی غرض کہ عیسیٰ علیہ السلام جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نائب ہو کر حضرت ہی کی شریعت کو جاری کرینگے پس اس صورت میں عیسیٰ علیہ السلام خاتم الانبیاء نہیں ہو سکتے۔

۱۸۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سول ہیں آپ کو اجازت کیجیہ بیان کیجی۔

۱۸۔ آپ کے بہت ساری ہجرات ہیں جیسا کہ تفصیل لاکل النبوت اور دوسری کتابوں میں بالتفصیل ہے جسے بڑا مفرد ایک قرآن پاک ہے جو قیام قیامت تک باقی رہے گا جسکی ہر جزو پر کیا گویا

دوسرا معجز  
بعضوں  
توضیح  
جسکو آ  
چاند کو  
جناب  
انکار پر  
دوسرا  
پوچھا گیا  
انہی میں  
تیسرا  
تھی یا نہیں  
مکلا خاک  
بہت آپ  
اور پھر  
درختوں  
آپ دوسرے  
آپ کے  
نالہ می کر  
سندت  
۱۹۔

دوسرا معجزہ آپ کا شوق القہر ہے اس کا قصہ یوں ہے کہ جب کفار بہت ساری معجزات آپ کو دیکھے  
 بعضوں نے آپ کو جادوگر کہا اور بعض نے مجنون کہا سبے مشورہ کر دیے بات قرار دی کہ اگر جادو  
 تو خیر میں پر چلیگا آسمان پر آپ کا جادو چل نہیں سکتا اور آپ کو پاس جا کر ایسی درخواست کریں  
 جسکو آپ کرنے سے کہیں سب آپ کو پاس جمع ہو کر آؤ اور کہنے لگیں یا رسول اللہ اگر آپ مجھے نہیں  
 چاند کو دوڑا کر دیجئے آپ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو تم ایمان لے آؤ گے ہوں اقرار کیا آپ نے  
 جناب ملی میں عرض کی کہ آؤ حکم ہو آپ نے چاند کو اشارہ کیا چاند دوڑ کر میوگی پھر معجزہ میں کفار اپنے  
 انکار پر ایڑیوں سے اٹھ کر آئے ایک کہا اگر جادو ہو تو ایک شخص پر ہوتا یہ ساری عالم پر جادو کیسا ہو گا کوئی  
 دوسرا شخص کسی دوسرے مقام سے آئے تب اوس نے پوچھا جیسا پہلے ایک شخص دوسرے شہر سے آیا اوس سے  
 پوچھا گیا اوس نے کہا کہ میں تو ارب لوگوں کو چاند کو دوڑا کر دیکھ چکا ہوں کہ فیض کفار بہت دیر گزرتا  
 آئی ہے اور کہنے لگے تو بڑا جادو ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اِقْبِرْ تَبَّتْ السَّاعَةُ وَاُنتَشَقَّ الْقَمَرُ  
 تیسرا معجزہ آپ کا یہ ہے کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلیم کسی سفر میں شریف لہجاری تھے صحابہ کرام ہمراہ رہا  
 تھے پانی تھوڑا تھا پیاس کی شدت تھی حضرت نے اپنا دست مبارک پانی میں کھو دیا آپ کو انگلیوں سے پانی پھونکا  
 نکلا خدا کے سہولے وہ پانی پیا اور منہ بھی کر لیا چوتھا معجزہ یہ ہے کہ ایک دفعہ کھانا تھوڑا تھا اور لوگ  
 بہت آپ نے دعا کی اوس تھوڑے سے کھانے میں ایسی برکت ہوئی کہ تین سو ست آدمیوں نے کھانا کھایا  
 اور پھر کھانا دیا یہی باقی رہا اور یہ کسی مرتبہ ہوا یا پھر ان معجزہ یہ ہے کہ آپ کے نبوت کی تصدیق تمہارے  
 درختوں اور کنوئیں سے ہوئی تھی چھٹا معجزہ یہ ہے کہ جس درخت سے آپ ایک لٹکا کر غلاف لے تھے جب اس کو پھونکا  
 آپ دوسرے نمبر پر وعظ کرنے لگے تو اُس سے روڑ کی آواز آنی لگی اور سبھوں نے اوس کے مال کی آواز سنی  
 آپ نے اس کو گھسے لگایا جیسا کہ لانا روم نے فرمایا میں سے استن خانہ از ہر رسول  
 مالہ می آردی چار باب عقول گفت پیغمبر جو خواہی ایستون گفت با نعم در فراقت گشت خون  
 مستند من بودم ازین تاختی بہر مہر تو سند سختی گفتہ بخوابی ترا کھنہ شرقی و غربی تو میدہ چند  
 ۱۹۔ جس جناب سرور کائنات صلیم کے کچھ اخلاق بیان کرو۔

بہ متوسط  
 مہول اور  
 آتش شگفتہ  
 کاشات  
 محمدیہ ہے  
 بیل سطحے  
 بہ ہی اور  
 بت بتانا  
 کامل کو  
 دیکھ لے  
 ہی یہ ہی  
 ہے۔  
 آدمی ملے ہے

بیت کے  
 رکھی نہ منکر  
 میں صورتیں

دن میں  
 ان سے  
 پر سیاہ کردی

۲۰۔ حج۔ حضرت کو اخلاق اور شمال سے سب اہل بیت کی کتابیں ملو ہیں انکا اخلاق بدرجہ زیادہ روشن  
 اتنا ہے زیادہ و نشان ہیں۔ آپ جبار اور سبب دونوں طرح سے شریف تھے صلہ رحمی آپکا شعار تھا  
 آپ حاجتمند کی حاجت روائی میں بھی کوتاہی نہیں فرماتے مصیبت میں آپ مبارک و نعمت میں آپ  
 شکر کرتے تھے منہ و کھنکھو کو آپ معاف کرتے تھے ہر بانی اور نرمی پر کراہیں ایسی تھی کہ سوا  
 اوحق یا مخلوق کو حق کہہ بھی کسی کو کہیں نہ لائیں لیا آپ بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے اور ہر ملکوت  
 میں آپ ہمیشہ مستغرق رہتے تھے کبھی آپ کسی بات کو ارشاد فرماتے تو مختصر جملہ میں اس مفہوم کو ادا کرتے  
 جس سے کسی مطالب نہ کئے غرض کہ آپکا کلام نہایت فصیح اور بلند ہوتا آپ مزاج بھی بعض وقت کڑی مکن  
 وہ مزاج تھا کہ حق کو موافق ہونا غرض کہ ہر حال میں آپ حکم خدا کو یا بند رہتے مقام شجاعت میں آپ بڑی  
 بڑی بھادور و نہید اگر آپ جس کسی سے ملتے نہایت توفیق اور خوش خلقی سے ملتے آپکی نظر مجلس کے  
 سب لوگوں کے طرف رہتی باوجود کثیر التواضع ہونیکے آپکی مجلس کا یہ عجب وہاں تھا کہ کچھ ایسا نہ ہوتا  
 اور علیہم اجمعین ایسی اور سے بیٹھے ہوتے کہ گویا او کو سروں پر پرند بیٹھے ہیں آپکی مجلس میں فضول  
 باتیں نہیں ہوتیں آپ کسی بات کو کاٹتے نہیں تھے سبیل کا کلام جب تک ختم نہ ہوتا تب تک سب  
 نہیں تیرا آپ کی مجلس میں ہر گز گفتگو کرنا کسی کو مجال نہیں تھی آپ نے عمر بھر بھی جانی لی نہ کسی  
 آپ کو کارائی گفتار اور مشرکین ہی آپ کو قبل نبوت کرا میں و سچا جانتے تھے بعد نبوت کرا باوجود  
 آپ کے ساتھ سخت دشمنی کو بھی کوئی عیب لگانا کا او کو موقع نہیں ملا آپ لوگو کو ملک کی باتیں  
 بتاتے اور اسلام کی خوبیوں کو طرف بلا غرض کہ جناب سرور کائنات صلعم کو تمام اقوال حکیمانہ اور روایات  
 عجیبانہ تھیں یہ سب گواہوں نے یہ کتب سید و دروس خواندہ بغیر مسئلہ آموزہ مدد رس شدہ اور بھی تھیں  
 کہ اللہ تعالیٰ فرما دے کہ دین کو سب ادیان پر غالب کیا اور تمام عالم کو اپنے خلق خلقی سے ایسا کر دیا کہ وہ دنیا

## ۵۔ مبحث آخرت پر ایمان لانے کا بیان

۱۔ مس۔ قیامت کسی کہتے ہیں اور آخرت پر ایمان لانیکے معنی کیا ہیں  
 ۲۔ حج۔ قیامت کا دن وہ ہوتا ہے کہ جسکی دہشت ہر لڑکے کو رعب ہو جائیکے حاضر غور نہ کرے جسکی قیامت

سب لوگ تھے  
 ایمان لانیکے  
 اوسکو سچا سمجھ  
 اعمال تو لیا  
 ملے گا پھر  
 ۱۔ مس۔  
 ۲۔ حج۔  
 رکھو بجائی  
 یہ کہ تیرا دیو  
 تم پر کونسی با  
 کھڑی کھوا  
 راستے پر چلا  
 جانتا پھر اور  
 اپنے آقا کے  
 ۱۔ مس۔  
 ۲۔ حج۔  
 التخصیل  
 احوالی استخوان  
 اور تفصیلی پو  
 ۱۔ مس۔  
 ۲۔ حج۔



سب لوگ قبروں اور مہک میدان قیامت میں جمع ہونگے جسے اعمال ہونگے وہی اس کی جزا ہوگی اور آخرت ایمان لائیکے معنی یہ ہیں کہ اوس دن کا ہونا یقین جاننا اور جو قرآن و صحیح حدیثوں میں سکھانے کے لیے اوسکو پچاس چالیس عیسے پہلے پیدا ہوگا تو اسی طرح دوبارہ پھر پیدا ہوگا جس کا کتاب ہوگا اور پہلے اعمال تو لیا جائینگے نیکوں کو سید ہم ہاتھ میں لائے اعمال دیا جائیگا اور بدوں کو ہائیں ہاتھ میں لائے اعمال ملے گا پھر ملے صراط سب گزرا ہوگا مومنین کو جنت ملے گی اور کافروں اور شرکین کو دوزخ نصیب ہوگی

۴۔ جس۔ قبر کسے کہتی ہیں اور قبر میں کیا ہوگا۔  
 ۵۔ ج۔ مرنے کو بعد اور قیامت سے پہلے مردی کی روح جہان کہیں ہو وہ قبر ہو جب مرنے کی روح قبر میں رکھ دی جاتی ہے دو فرشتے اوسکی پاس آگرتیں یا تو اسکا سوال کرتے ہیں پہلے یہ کہتے ہیں اور دوسرے یہ کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے تیرے رب یہ کہ جس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں اور انھوں تم پر کونسی باتیں فرض کی ہیں جو نیک شخص پر وہ صحیح مسیح جواب دیتا ہے پھر اوسکے لئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول لی جاتی ہے جس کو وہاں کی سوائی کی اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ بدلا ہے اوس شخص کا جو سید راستے پر چلا اور جو بد یہ وہ اوکو دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے اور ہر سوال کو جواب میں یہی کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا پھر اوسکو قبر باقی ہے جس سے ہڈیاں سبکی سبک چکنا چور ہو جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ بدلا ہے اپنے آقا کے کفران نعمت کا۔

۶۔ جس۔ یہ دودفعہ عذاب کیسا پہلے قبر میں پھر قیامت میں۔  
 ۷۔ ج۔ عذاب قبر اعمال دنیا کا ایک امتحان اجمالی ہے جسے کوئی طالب علم سب سے پہلے اور فراغ تحصیل ہو جائے تو اوس سے پہلے اجمالی امتحان لیا جاتا ہے بعد کو پھر تفصیلی پوچھ پچھا ہوتی ہے اور اجمالی امتحان قبر سے جس میں پہلے سوال ہے پھر دین سے ہے پھر نبی سے جس کا یہ پہلا امتحان اجمالی ہے اور تفصیلی پوچھ پچھا آخرت میں ہوگی۔

۸۔ جس۔ جب مرد کو عذاب ہوتا ہے تو ہوا کیوں نہیں کھانسی دیتا۔  
 ۹۔ ج۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کہ ہم سے بڑھ کر امتحان پوشیدہ رکھا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ کون غیبت

اور دوسرے  
 کا شمار تھا  
 ت میں پ  
 ح سوا  
 ار ملکوت  
 ی اور کرتے  
 ب کر کے  
 پ بڑی  
 بس کے  
 یہ سوال  
 انھوں  
 نیک ہوا  
 الی نہ ہی  
 و با وجود  
 ی باتیں  
 نا اور رو  
 ی حق تھی  
 ویدہ بنا  
 کھانسی  
 کھانسی

ایمان لایا اور کون شک میں پڑتا ہو اگر آپ عذاب قبر دیکھتے تو سب بیان لاتے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد تو نیکوں کو جہنم سے الگ کرنا ہو اور بدکاروں اور نیکو کاروں کو الگ الگ مقام دینا ہے۔

۵۔ عذاب قبر کی کوئی ایسی مثال بتائو کہ جس سے مفہوم اچھی طرح ذہن میں آجائے۔

۵-ج۔ عذابِ قبر کی ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص سو رہا ہو اور ایک شخص اس کے پاس بیٹھیا ہو اور سو سوتا رہے۔ وہی خواب پیکر رہا ہو اور اس کو خوشی اور تکلیف کا احساس ہو رہا ہو جاتے آدمی کو کسی بات کی خبر نہیں ایسا ہی حال میت کا ہے کہ اس کو کوئی خبر نہ ملے سو سوتا ہو اور مردہ معلوم ہوتا ہو لیکن اس پر کیا گدزدی ہو سکتی ہے خبر نہیں۔

ج۔ سب اجزاء کو جمع کر کے کیا تھا ویسا ہی پھر ان اجزاء کو جمع کر کے کیا ہے اور اسکو ہر طرح کی قدرت کی کیونکہ  
ہر ذرات جسم کا واسکو علم و غرض تک بصورت اصلی یا جزا اصلی سب محشر میں جمع ہونگے۔

۴۔ جس حساب و کتاب کیسا ہوگا۔

ج۔ جب سب لوگ میدانِ محشر میں جمع ہو جائیں گے تو پہلا درجہ کامیابی پر پیش ہوگی بعد میں  
 ان کا خود ان کا اعضا ان کا اعمال پر گواہی دینگے جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی نیکہ لیگا۔ اور  
 جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی دیکھ لیگا۔

۱۔ پس میزان عمل کیا ہے اور مخالف اعمال کس طرح دئے جائیں گے۔

ج۔ نیکیاں اور برائیاں جس ترازو میں تولی جائیں گی وہ میزان اعمال ہو جسے تعالیٰ اعمال کا حسابہ کرے گا اور ہر فعل پر لوٹے اور اوروں کو بھی ترازو اعمال کو کوٹنے کیلئے رکھ دی جائیگی جس شخص کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ جائیں گی اس کو نامہ اعمال میں برائیوں سے زیادہ جائیگا گویا جنت میں جائیگی اس کو سزا ملے گی اور جس شخص کی برائیاں نیکیوں سے زیادہ جائیں گی اس کو نامہ اعمال میں برائیوں سے زیادہ جائیگا گویا جہنم میں جائیگا اور ہر شخص کو اس کو دیدی گئی ہے۔

۹۔ میں۔ صحائف اعمال یا اعمال کیونکہ تو اچانک سے ملا کر وہ تو اعراض میں یعنی افعال صادر ہوتے

فنا ہو جاتی ہیں۔

۹۔ ج۔ صحائف اعمال یا اعمال مجسم ہو کر توڑ جائینگے گو وہ اعراض ہوں اللہ تعالیٰ کو قدرت ہو کہ اعراض کو جو کہیں کرے دنیا میں ماری خیال میں آنیوالی چیزیں بعد کسی جسم ہو جاتی ہیں یا یہی اعمال مجسم ہو جائینگے۔

۱۰۔ ا۔ جس۔ کیا سب لوگوں کا حساب و کتاب ہو گا۔

۱۰۔ ج۔ سوائے انبیاء اور شہداء اور صدیقین کو سب لوگوں کا حساب و کتاب ہو گا۔

۱۱۔ ا۔ جس۔ پل صراط کیا چیز ہے۔

۱۱۔ ج۔ پل صراط وہ پل ہے جو دوزخ کا در پر رکھا ہوا ہے اور اس کو دونوں طرح انکوڑھوں میں بال سے زیادہ ایک اور تلوار سے زیادہ تیز تر ہے سب کو اس کے اوپر سے ہونا ہے جسے جنت کو جانا ہو گا۔

۱۲۔ ا۔ جس۔ میری تو جنت میں آتا ہے وہ بال سے زیادہ ہاریک سے اور تلوار سے زیادہ تیز تر ہے تو اس پر سے لوگ گذرینگے کیسے۔

۱۲۔ ج۔ اس میں کچھ نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پرندہ میں ہے قدرت ہی ہو کہ وہ بغیر ہاریک کے تو میں رکھتا ہوں تو اگر لوگ اس پر سے جنت میں آتے ہیں تو اس پر سے چلو جائیں تو کیا احتمالہ ہی ہو کہ میری پل صراط بننے لگے کہ میری جنت نور ایمان جس کا زیادہ ہو گا اسی قدر وہ پل سست میں کشادہ ہو گا اور جنت نور ایمان کم ہو گا اسی قدر وہ دقیق ہو تا جائے گا تا کہ ضعیف الایمان کہ حقیر و ضعیف بال باریک بال کو ہو گا۔

۱۳۔ ا۔ جس۔ شفاعت کن کن کی مانی جائیگی۔

۱۳۔ ج۔ شفاعت انبیاء اور اولیاء اور موصوفہ مہجوں کی مانی جائیگی۔

۱۴۔ ا۔ جس۔ شفاعت کن کن لوگوں کی ہوگی۔

۱۴۔ ج۔ شفاعت مومن گناہ گارہ کی ہوگی۔ کافروں و مشرکوں کی یا میں شفاعت نہیں سنی جائیگی۔

۱۵۔ ا۔ جس۔ کو ترک کیا ہے۔

۱۵۔ ج۔ جنت میں ایک نہر ہے جس کا پانی شہدے سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید اور

شک سے زیادہ خوشبودار ہے جو اس کو ایک قدم پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

خال کا مقصود

ہو اہی سوتا

لی خبر نہیں

خبر نہیں

لیت انجام

بیسے پہلے

ت ہی کیونکر

ہو کی بصورت

یگا۔ اور

مالی اعمال

تکصدی

یگا گویا

مالی اعمال

میں

سارہ ہو



۱۶۔ جس شخص بل مرا طوافِ زیارت اعمال اور صحائف اعمال کا منکر ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

۱۶۔ ج۔ ایسا شخص کافر ہے۔

۱۷۔ مومن طاعت گزار جو احکامِ خداوندی بجا لاتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔

۱۷۔ ج۔ وہ جنت میں ہمیشہ رہے گا۔

۱۸۔ کافر اور منافق اور مشرک کا کیا حکم ہے۔

۱۸۔ ج۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

۱۹۔ مومن گناہ گار کا کیا حکم ہے۔

۱۹۔ ج۔ مومن گناہ گار کو اگر اللہ تعالیٰ چاہے بخشے یا اس کے جہنم میں سفارش قبول کرے کہ جنت میں داخل کرے یا بعد مار ڈھار کے اس کو جنت نصیب ہو۔

۲۰۔ جنت کیا ہے۔

۲۰۔ ج۔ جنت وہ آرام کا مقام ہے جو نیکو کو بفضلِ خداوندی ہنسی کو ملیگا جس میں ہر قسم کی نعمتیں اور لذتیں ہیں جو نہ آنکھوں سے دیکھی گئیں اور نہ کانوں سے سنی گئیں۔

۲۱۔ دوزخ کیا ہے۔

۲۱۔ ج۔ عذاب کا وہ گھر جس میں ہر قسم کی تکالیف ہیں بیکاروں کو بیکاروں کے برابر ہیں کو ملے گا۔

۶۔ بحثِ تقدیر پر ایمان لانے کا بیان

۱۔ قصداً و تقدیر پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ ہماری افعال خواہ اختیاری ہوں یا اضطراری خواہ بری اعمال یا طیبہ کام اللہ تعالیٰ کی اراد سے ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اوکو واقع ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم اور اندازہ اور ارادہ وہی اندازہ خواہ جائے کہ موافق پیدا کرنا ہی ہو کہ تقدیر پر ایمان لانا کہتے ہیں۔

۲۔ جب سب بندو کو افعال کا خدا خالق ہو تو پھر بندہ ہر طرح سے مجبور ہے پھر توالی عذاب کیسا۔

۳۔ بندہ نہر طرح سے مجبور ہے اور نہ ہر طرح سے مختار بلکہ ایک طرح سے مجبور ہے اور ایک طرح سے مختار اللہ تعالیٰ کی

بندو کو ایک  
خیر کو ایک  
پھیرنا  
لگایا اور  
شر کو ایک  
غرض اور  
دوسری  
افعال  
میں  
پھر جزا  
میں  
اوس فعل  
قابل نہیں  
کہتا ہے  
کیا نہیں  
اس کو نہ  
دلیل اور  
میں  
ج  
جب بندہ  
ہو جاتا

بند کو ایک جزی ارادہ دید یا ہر اور اسکو ساتھ اسکو قتل بھی خطا فرمادی ہواب بند کو اختیار ہر اوس جزی ارادہ کو  
خیر کی طرف پھیر کر لیا یا چاہے اوس جزی ارادہ کو شر کی طرف پھیر کر لیا یا جب بند اپنی ارادہ کو خیر کی طرف  
پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس خیر کو پیدا کرتا ہے اور اوس پر اسکو ثواب عطا کرتا ہے کیونکہ اوس نے اپنے ارادہ کو خیر کی طرف  
لگایا اور خیر اسکو ساتھ پہنچا دیا اور جب اس جزی ارادہ کو بندہ شر کی طرف پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس  
شر کو پیدا کرتا ہے اور اسکو شر اور تباہی کیونکہ اوس نے اپنی ارادہ کو شر کی طرف متعلق کیا اور شر اسکو ساتھ پہنچا دیا  
غرض کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر جو افعال عباد کو متعلق ہے وہ قسم کی ہر ایک تقدیر بندہ کو افعال اضطراب کی متعلق  
دوسری تقدیر بندہ کو افعال اختیاری کی متعلق بندہ کو افعال اضطرابی پر نہ اسکو ثواب ہے نہ عذاب اور  
افعال اختیار کی متعلق اگر افعال اچھے ہیں تو موجب ثواب ہیں اور اگر برے ہیں تو موجب عذاب۔

۳۔ یہ آپ کیا فرمادی ہیں جب افعال اختیاری بھی تقدیر سے ہوتے تو اوس کا فاعل بھی خدا ہوا  
پھر جزا اور سزا کیسی اور اس پر کیا دلیل۔

۴۔ ج۔ جناب میں فعل میں اور خلق میں بڑا فرق ہے بندہ جو کہ وہ فعل صادر ہوا ہے اس واسطے بندہ کو ہم  
اوس فعل کا فاعل کہتے ہیں اور وہ کہہ کر خلق کا فعل بھی مخلوق ہے سو اسطے ہم خدا کو اون افعال کا فاعل کہتے ہیں  
فاعل نہیں کہتے اس پر ہماری دلیل وہ وہ کلام شاہد ہے جب انسان اپنے اختیار سے کوئی کام کرتا ہے مثلاً کوئی کتاب  
لکھتا ہے یا کوئی بہت بڑا کام اوس سے سر انجام پاتا ہے تو وہ بہت ہی بڑی کمالات اور تفاخر سے کہتا ہے کہ میں اس کام کو  
میں نہیں کہتا کہ میں اس کام کو پیدا کیا اور جب کوئی کام بڑا کرتا ہے مثلاً زلیا یا شراب خواری کرتا ہے اور بندہ  
اوسکو سزا بخواتی یا اوسکو کوئی دیکھ لیتا ہے تو سخت نام اور نیشیان ہوتا ہے اوس کا فخر کرتا اور شہیدان ہوتا  
دلیل اوس کے اختیار کی ہے۔

۵۔ ۱۔ خیرم فی مان لیا کہ وہ میں نے ختم کیا ہوا اچھا اوس کو میں نے مجبور ہو کر کیا دلیل۔  
۲۔ ج۔ اس کی دلیل بھی وہی ہے جو کہ گنتی ہر اسکی اختیار سے نہیں پائیں گنتی اسکا اختیار ہے نہیں بعض وقت  
جب بہت پریشان ہوتا ہے تو عاف طور پر تقدیر کو اکر کرتا ہے مال کو حفاظت میں لے کر بے کوشش گماتی ہے کہ کس تکلف  
ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ تقدیر سے ایسا ہوا میرا کہ کمال میں بہت کوشش کر کے اختیار سے اوسکے طاق پہنچا کر

لو جنت میں

ہر قسم کی

طے گا۔

ضطراری

اور اوکاظم

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

نیکو گائی ہو آخر جس جیت آجاتی ہو تو تنبیہ چاہیو کہ بجا تو ہیں مجبور کہتا ہو کہ کیا کریں اللہ کی مرضی ہی ایسی تھی  
غرض کہ اوسکی من و مجبور اور من و مختار ہو نہ کہ اولیٰ واضح ہیں جس میں زیادہ غور کی ضرورت نہیں۔

۵۔ جس خیر ہم زمان لیا کہ بندہ ایک طرح سے خدائی کن باب یہ بتائی کہ جب افعال اوسکی اختیار سے  
صادر ہو تے ہیں تو کون اوس پر مرتب ہوتا ہے۔

۵۔ جب نیکو افعال اوسکی اختیار سے صادر ہو تے ہیں تو اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے اور جب بندہ کو افعال اوسکی  
اختیار سے جو صادر ہو تے ہیں اس پر عذاب مرتب ہوتا ہے اور جو افعال اوسکی اختیار سے نہیں ہوتے ثواب نہ عذاب۔

۶۔ جب یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ و شہرہ من لدن تعالیٰ تو ہمیں شریعت بتائی کہ باری کی طاعت ہو  
اور شریعت بتائی کہ باری تعالیٰ کی طرف نقصان کا عیب لگانا ہے۔

۷۔ اگر شریعت بتائی کہ باری کی طرف کیسی ہو لکن اس سے ذات باری تعالیٰ میں نقصان نہیں لگتا اور نہ  
اوسکی پاکی میں کسی قسم کا عیب لاحق ہوتا ہے اور اوسے کمال تعالیٰ کی خواہش سے یہ لیا کہ جب بندہ کا میلان

اوس کی طرف ہوا اگر بندہ کا میلان خیر کی طرف ہوا تو اللہ تعالیٰ خیر ہی کو پیدا کرتا اس سے ذات باری تعالیٰ کو عیب  
نہیں لگتا کیونکہ ذات میں عیب لاحق ہوا یہ کہ نہ جہاں جو بد کو اسکو قوت عظیمہ اور قوت ارادی میں ہی تھی یہ بھی

بندہ کو ایسا برکات کیا جس سے نہادین کو قابل ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک عالم کسی کو ہمیں کا مختار کار  
کردی اور اسکو اپنا ملکی قانون بھلوی اور اپنی طرف سے جملہ دی کہ اگر تم رعایا کو ساتھ چل کر دو اور سرکاری

خیانت نہ کرو گے اور مالک زاری سرکاری برابر اور کرو تو ہم تمکو ترقی دینگے مختار کار حاکم وقت کی اطاعت  
نہ کر کے رعایا پر ظلم کرو سرکاری مال سب کہا جائی تو ان سب باتوں کا تصور مختار کار کو نہ پاید ہو گا

نہ حاکم وقت پر ایسا ہی حال مالک حقیقی اور بندہ کا ہے اللہ تعالیٰ نے بندہ کو قوت تمیزی دی اور  
رسولوں کو دینے سے قانون الہی بتلایا لکن پھر بھی بندہ تصور کو اپنا تصور نہ سمجھیں بلکہ خدا کا تصور

سمجھیں تو ایسے بندے ادب بندہ میں جو ہر طرح سے قابل ہزار ہیں۔  
۸۔ جس لکھ کوئی انسان کسی کو قانع نارد و اقل کر دیا یا شراب خواری اور زنا کاری کرے اور پھر یہ  
عذر کرے کہ یہ افعال مجھ سے اس جہ سے صادر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ رکھا تھے تو کیا ایسا عذر

اوس  
۱۔  
۲۔  
۳۔  
۴۔  
۵۔  
۶۔  
۷۔  
۸۔  
۹۔  
۱۰۔  
۱۱۔  
۱۲۔  
۱۳۔  
۱۴۔  
۱۵۔  
۱۶۔  
۱۷۔  
۱۸۔  
۱۹۔  
۲۰۔  
۲۱۔  
۲۲۔  
۲۳۔  
۲۴۔



اوس کا سنا جائیگا۔

ج۔ ایسا عذر نہ خدا کو پاس قابل سماعت و مخلق و کپاس کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نایک طرح کا ارادہ بند دیکھتا ہے اور قوت تیسری بھی اوسکو عطا فرمائی اور ہر طرح سے سمجھا بھی دیا پھر ما و جو اسکا اوس نے ایسے اعمال کئے تو وہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

۱۔ مسئلہ تقدیر کا خلاصہ بیان فرمائے۔

ج۔ خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہو کہ سب افعال و اقوال و حرکات خواہ وہ بری ہوں یا نیلے اللہ تعالیٰ کو حکم اور ارادے سے ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دی ہیں مگر اللہ تعالیٰ جملہ کاموں کی رخی اور برے کاموں سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ جملہ برے کام بند سے بند ہی کے جزئی ارادہ اور قوت تیسری سے صادر ہو رہے ہیں اس بنا پر اوسکو جزا یا سزا دی گئی ہے۔

### خاتمہ بعض متنفذ مسائل کا حل

۱۔ مسئلہ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات میں عقلاً گفتگو کر سکتے ہیں۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں عقلاً گفتگو نہیں کر سکتے کیونکہ مخلوقات کی عقلیات باری تعالیٰ کا ارادے عاجز ہے اور جو عقل کی راہ ذات باری تعالیٰ کا تقصیر کیا جائے اللہ تعالیٰ اوس سے بہت دور ہے۔

۲۔ مسئلہ جب عقل کو ذریعہ ذات باری تعالیٰ کا علم نہیں ہو سکتا تو پھر خدا کو پہچاننے کا کیا ذریعہ ہو گا کہ خدا کو جاننے کو سب متکلف ہیں اور سب پر اوس کی معرفت واجب ہے۔

۳۔ ج۔ ذات باری تعالیٰ کی پہچان اوس کے صفات سے ہوتی ہے یعنی خدا کی تعالیٰ کا اجمالی علم اوس کے صفات سے حاصل ہوتا ہے وہ صفات یہ ہیں کہ ذات باری تعالیٰ موجود و قیوم و تمام عبادات سے منزہ ہے اپنے قیام میں کسی کا متنازع نہیں زندہ و جاں ناس و اوس کی قدرت کامل ہو چاہتا ہو سو کرتا ہے ہر آواز کو سنتا ہے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

۴۔ مسئلہ اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے تو ہم نے دیکھا نہیں پھر ہم نے اوسکو کیونکر پہچانا۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہر کو اوسکی آثار قدرت و ذریعہ ہواہر مخلوقات میں اوسکی قدرت کی بزرگیوں

السی تھی

بارے

افعال و

طرت ہوئی

ہر اور نہ

سیلان

کوب

چر بھی

نار کار

نالیس

مت

ہوگا

اور

فصور

ہر

ہر

ذکر

اور انکی عجائبات تمام ستاروں کی گردش آفتاب اور مہتاب کا وقت مقررہ پر نکلنا کو اکابر و بزرگ  
مختلف اشکال حیوانات اور نباتات کی مختلف ساخت اور انکی مختلف رنگ انسان کو جدا جدا کمالات  
اور اوس کی ایجادات پر سب اس امر کی شہادت دے رہے ہیں اور زبان حال سے کھڑے ہیں کہ ہمارا کوئی  
نہ کوئی صانع ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص عمارت کو دیکھے تو فوراً اوسکے بنانے والی کا خیال کرے گا  
کسی کتاب کو دیکھے گا تو فوراً سمجھے گا کہ اس کا کوئی مصنف اور کاتب ہے ایسا ہی عالم کو موجودات اور  
اوسکی عوارضات اور لوازمات کو دیکھ کر اس امر کا ضرور یقین ہوتا ہے کہ ان سب کا موجد ہی جس نے  
اپنی یہ قدرت سے سب کچھ بنایا ہے۔

۴۔ کتاب کا مصنف اگر زندہ ہے تو اوسکو دیکھ سکتے ہیں اور ایسا ہی مکان کی بنائینا والی کو  
بھی ہم دیکھ سکتے ہیں پھر خدا کو ہم کیوں نہیں دیکھ سکتے۔

۴۔ ج۔ ہماری موجودہ بصارت خدا کو دیکھنے کا قابل نہیں ہے اس وجہ سے ہم خدا کو نہیں دیکھ سکتے  
اور کسی چیز کے موجود ہونیکے لئے بیضرور نہیں ہے کہ وہ دکھائی دے اور کسی مخلوقات میں سے  
روح بھی ہے جسکے اثرات موجود ہیں لیکن وہ بذات الگ نہیں دکھائی دیتی ایسا ہی خدا بھی ہے کہ نہیں دکھائی دیتا  
۵۔ کیا روح کی حقیقت میں غور کر سکتے ہیں۔

۵۔ ج۔ روح کی حقیقت میں غور کرنا فضول ہے اور اوس میں بحث کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے کیونکہ  
عقل انسان اوسکی حقیقت سے عاجز ہے اور یہی بہت بڑی دلیل اس امر کی ہے کہ جب اسکی مخلوقات تیر  
روح کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی تو ذات باری تعالیٰ کی حقیقت جسکے کوئی مثل نہیں  
اوس کی حقیقت کیونکہ معلوم ہو سکتی ہے۔

۶۔ جب خدا معلوم نہیں ہو سکتا تو اوسکے معلوم کرنا کیا اور اوس تک پہنچنے کا کیا ذریعہ ہے۔

۶۔ ج۔ خدا تک پہنچنے اور اوس کے معلوم ہونے کا ذریعہ یہ ہے کہ جناب سرور کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے اور احکام شرعیہ کی پابندی کی جائے اور اوس سے اوس تک  
پہنچنے کا سوال کیا جائے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۷۔ **فصل**۔ کیا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا عقلاً ممکن ہے۔

۸۔ **ج**۔ عقلاً اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے لیکن عادتاً دنیا میں محال ہے ہاں آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کو نصیب ہو گا جس کا ثبوت قرآن ہے وَحُجَّوْا يَوْمَ يُدْعَىٰ ذَاكُم بِأَسْمَائِكُمْ ۚ

۹۔ **فصل**۔ بعد انبیاء کے کن لوگوں کو فضیلت ہو اور امتوں میں کس امت کو فضیلت ہے۔

۱۰۔ **ج**۔ بعد انبیاء کے سب سے بڑھ کر مرتبہ صحابہ پر ہے جنہم کا ہوا اور متون میں فضیلت امت محمدیہ کو ہے۔

۱۱۔ **فصل**۔ صحابہ کا مرتبہ بعد انبیاء رکھیں گے اور ان سے محبت رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

۱۲۔ **ج**۔ صحابہ سے محبت رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اثر احسان امت محمدیہ پر ہے کیونکہ صحابہ نبیوں علیہم السلام پر دین محمدی کی ہر طرح سے مدد کی اور شریعتیں اور کفار کا بخوبی قلع و قمع کیا اور کلمہ توحید کے پہلے ان سے جان و مال سے کوشش کی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وطن و ملک چھوڑ کر غریبوں و یرغوبوں اور مال سے منہ موڑا دن کو دین اسلام کی مدد کرتے تھے راتوں کو تہجد کی غار ادا کرتے شریعت محمدیہ کو تمام رنج و زہن میں پہنچایا دین اسلام کو مثل آفتاب کے چمکا پایا اور ان کو فضیلت انبیاء کو سب لوگوں پر اس وجہ سے ہے کہ حضرت اَوَكُنْ حَيُّوْا الْفَرْدُوْنَ قَرِيبًا دیکھا ہے یعنی آئے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس کی بعد تابعین کا پھر تبع تابعین کا اور ان کی فضیلت میں کئی امتیں آئی ہیں۔

۱۳۔ **فصل**۔ صحابہ میں کون صحابہ افضل ہیں۔

۱۴۔ **ج**۔ صحابہ میں افضل صحابہ خلفاء اربعہ ہیں کہ جنکی خلافت پر اکثر صحابہ کا اجماع ہوا اور جنکی حکمت اور زبردگی حضرت ہی کو زمانہ میں سب سے بڑے لوگوں پر ظاہر تھی ان میں اول حضرت ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیسرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چوتھے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

۱۵۔ **فصل**۔ اشتراک کسی کہتے ہیں اور امتراج کیا ہے۔

۱۶۔ **ج**۔ اشتراک کہتے ہیں کہ جناب سرور کائنات مسلم ایک ہی امت مسجد ایک ہے سے مسجد قسمی تک

بے ربرج کے  
احکامات  
بارا کوئی  
یال کرے گا  
روا ت اور  
ہی جس نے  
بنایا اور کو  
کے  
میں سے  
کھائی دیا  
لرنا ہو کیلک  
خلو ق تیر  
نہیں  
ہو  
کائنات  
س تک

یہ بیہوش گئی اور یہ امراض قرآنی سے ثابت ہو اور معالج یہ ہو کہ جناب سرور کائنات صلعم مسجد قہسٹ سے  
 سب آسمانوں کو طے کر کے طار اعلیٰ تک پہنچے اور وہاں سے بارگاہ خداوندی تک اپنی رسائی ہو اور  
 وہیں برصغیر پر نمازیں فرض ہوئیں جس کا ذکر صحیح حدیثوں میں آیا ہو اور جو کچھ معراج کو نسبت جناب  
 سرور کائنات صلعم نے فرمادی ہو وہ بالکل صحیح ہو مگر اسی طرح ماننا چاہئے جیسا کہ خبر صادق نے فرمادی ہے  
 اور یہ کچھ عقل سے بعید نہیں معلوم ہوتا جیسا کہ بعض ناقض العقل ایک بیہذا قیاس سمجھتے ہیں جیسا کہ پرندہ  
 ہو یا اس کی ایک واحد میں بہت ساری مسافت طے کر جاتا ہے آفتاب کی روشنی کی ایک سکنڈ میں سیکڑوں  
 اور لاکھوں میل طے کر کے ہم تک پہنچ جاتی ہو بہت ساری سیارات ایک منٹ میں کئی ہجڑوں کی  
 مسافت کو طے کرتے ہیں تو کیا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو محض نور تھے ساتوں آسمان  
 طے کر کے چلے جائیں اور پھر آپ کی خبر میں تو اس میں کون اتنا لہو حضرت کو یا جس جبریل علیہ السلام ایک  
 لمحہ میں ساتوں آسمان طے کر کے وحی لاتی تھے تو حضرت اگر ساتوں آسمان طے کر کے پھر واپس آجائیں تو  
 کیوں کر یہ بعید از قیاس ہو مگر معراج کا ثبوت ایک عقلی اور نقلی دونوں طرح سے ممکن ہے اور یقینی ہے۔  
**۱۲۔** اگر بیت کیلئے دعا کی جائے یا خیر خیریت کی جائے تو اس کا ثواب ہر دو کو یعنی داعی اور مدعو  
 پہنچتا ہے یا نہیں۔

**۱۲۔** ایصال ثواب کیلئے جو کچھ پڑھا جائے یا جو کہ خیریت کی جائے اس کا ثواب پڑھنے والے کو  
 اور جس پر پڑھا گیا ہے دونوں کو ملتا ہے۔

**۱۳۔** جنت کی تین روحوں میں یا جسمانی اور ایسا ہی عذاب و فزع روحانی ہے یا جسمانی۔  
**۱۴۔** جنت میں تین قسم کی نعمتیں ہیں روحانی اور جسمانی۔ روحانی نعمتیں جنت کی خدا کی تسبیح اور تقدیس اور  
 دیدار کسی ہے اور جسمانی نعمتیں ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزیں اور ہر طرح کا آرام اور آسائش کو مانا  
 وہاں یہاں ہیں اور ایسا ہی وہاں کے عذابات بھی دو قسم کے ہیں روحانی اور جسمانی روحانی عذاب یہ کہ وہاں  
 عذاب سے روح کو تکلیف ہوگی جسمانی عذاب یہ ہوگا کہ جسم ایک دفعہ ہر مل کر ٹاک ہو جائیگا تو پھر دوبارہ  
 بدلا جائیگا مگر جسم اور روح دونوں کو ساتھ عذاب نہ راحت ہو جنت کی نعمتیں اور دو فزع کے عذابات

ازلی اور  
 ۱۴۔ ۱۴۔  
 وہ سنگد  
 جو شخص  
 ظاہری  
 احکام ظ  
 کفر اور  
 ۱۵۔ ۱۵۔  
 حب مقہ  
 اگر عدا  
 اعتقاد  
 کہ حرم  
 نہیں سک  
 جزیرہ جہا  
 اور اصوا  
 امام کی  
 اوس  
 مسئلہ یہ



ازلی اور ابدی ہیں

۱۴۔ ایس۔ کیا ولی نبی کر درجے کو پہنچ سکتا ہے اور کیا احکام شرعی اس سے ساقط ہو سکتے ہیں۔  
 ۱۵۔ ج۔ ولی نبی کر درجے کو پہنچ نہیں سکتا جب تک وہ مائل اور بالغ اور سمجھ رکھتا ہے احکام شرعیہ کا وہ تکلف ہے اور اس سے کبھی احکام شرعیہ ساقط نہیں ہو سکتا اور کوئی عوام چیز اسکے لئے حلال نہیں ہو سکتی اور جو شخص ایسا خیال کرے اور اس قسم کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اور ایسا ہی جو شخص یہ کہے کہ شریعت کے احکام ظاہری احکام باطنی کے خلاف ہیں ایسا خیال رکھنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت کے احکام باطنی بھی احکام ظاہریہ کے خلاف نہیں اور خصوص شرعیہ کی ایسی تاویل کرنا جس سے احکام شرعیہ مطلق ہو جائے کفر اور کلام ہے سبب کہ بعض لوگ ملائکہ سے راہِ اوتار تیں لیتے ہیں اور شیاطین سے راہِ اوتار کو برہم لیتے ہیں اس قسم کے اعتقاد رکھنے والے کافر ہیں۔

۱۵۔ ایس۔ مجتہد کی تعریف کرو اور کس مجتہد کی اتباع ہم پر ضرور ہے۔

۱۵۔ ج۔ مجتہد وہ ہے کہ جو قرآن و حدیث کو بخوبی جانتا ہو اور شرعی احکام پر بخوبی واقف ہو اور خصوص شرعیہ حسب مقصود و شارع سمجھا ہو اگرچہ مجتہدین کئی گندری ہیں لیکن مجتہدین ان میں مشہور چوبیس ہیں کسی ایک کو اتباع اگر علماء کا اتفاق ہو وہ چار یہ ہیں امام عظیم رح امام شافعی رح امام مالک رح امام احمد رح جس مجتہد کو جس کسی کو اعتقاد ہو اس کا پیرو ہو رہے اگرچہ مجتہدین کی تقلید اختیار کر لینا واجب ہے کہ انھوں نے پوری قوت قرآن و حدیث کو مدنیت میں صرف کر دی اور باریک باریک مسائل جزئیہ قرآن و حدیث سے مستنبط کئے جنکو عامی آدمی بحال نہیں سکتا اور جنکے نکالنے کے علم اصول فقہ اور علم اصول حدیث کی ضرورت ہے مقلد انکو احکام جزئیہ جہاں تک ہم کو بتو اثر پہنچے ہیں ان مسائل کا مقلد کو پیرو ہونا ضرور ہے جب مقلد حدیث پڑھے اور اصول فقہ اور اصول حدیث کے رو سے مستنبط مسائل پر قادر ہو جائے تو اسکو اختیار ہے چاہے کسی امام کی تقلید کرے چاہے نہ کرے مقلد کو اگر اپنے امام کو کسی خاص مسئلہ میں کسی موقع یا زمانہ کی ضرورت سے اس مسئلہ سے رجوع کر لینا ضرورت ہو یا امام کا کوئی مسئلہ نص میں حدیث کو خلاف ہو تو اس خاص مسئلہ میں اپنے امام کے قول سے رجوع کر سکتا ہے جبکہ رجوع عن مسئلہ کہتے ہیں اور یہ رجوع عمومی تقلید

یعنی مسئلہ سے رجوع کرنا

نہ سے  
 ہوئی  
 سب  
 زنی ہے  
 پندرہ  
 پڑوں  
 ل کی  
 نسمان  
 ام ایک  
 میں تو  
 ز  
 نی اور کو  
 والے کو

تدیس اور  
 ش کرمان  
 یہ کہ ہاں  
 چہ وہ بارہ  
 مقامات

ہیں ہے یعنی اس فعل سے وہ تقلید سے خارج نہیں ہوتا غرض کہ عامی آدمی کو ابتداً تقلید چھوڑ کر تحقیق کے درپے ہونا اپنے کو پیشانی میں ڈالنا ہے بمع تحقیق کے تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۶۔ بعض مسائل میں مجتہدین کا اختلاف کیوں ہے۔

۱۶۔ ج۔ مجتہدین کا اختلاف اصول دین میں بالکل نہیں ہے اور مجتہدین کا اختلاف اولیٰ اصول میں ہے کہ جن اصول سے احکام شرعیہ نکالے گئے ہیں یعنی سب کا ماخذ کتاب و سنت ہے ان میں سے بعض ائمہ نے قیاس اور اجماع کو بھی ماخذ قرار دیا ہے اور بعض نے صرف کتاب و سنت پرکتفا کیا ہے لیکن کتاب و سنت کی ماخذ ہونے میں سب کا اتفاق ہے غرض کہ وہ احکام شرعیہ جبکہ ثبوت نفس قطعی سے ہے اور غیث کسی کا اختلاف نہیں اگر اختلاف ہے تو بعض مسائل فرعیہ میں جس پر نظر طبعی ہے کوئی دلیل نہیں ہے اور اس اختلاف پیدا ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ جن ائمہ کو صحیح حدیث ملی انھوں نے اس پر اکتفا کیا اور جبکہ جنھوں نے انھوں نے اپنی رائے سے سوچنا شروع کیا اگر وہ مسئلہ نفس صریح حدیث کے موافق پڑ گیا تو وہ مواب پر رہے اگر خلاف پڑا تو وہ خطا پر رہے کہ جب انھوں نے کوشش کی اور اپنی توجہ کو استخراج مسائل میں پورے طور پر غرض کیا اسوجہ سے بصورت مواب کو دوم راہ ہے اور بصورت خطا کو ایک راہ ہے غرض کہ ان مجتہدین رحمہم اللہ عنہ اللہ جاور عندہ الناس مشکور ہیں کیونکہ امت محمدیہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے اور ان کا اختلاف ہماری لئے عین رحمت ہے جیسا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (اختلاف امتی رحمت) یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور اس اختلاف کے رحمت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بڑی سیاف میں ہر گز کسی کیونکہ جس شخص کو جس مسئلہ میں کوئی ضرورت پڑے تو اس خاص مسئلہ کو جس میں آسانی ملے سکتا ہے یا جس مسئلہ میں وہ اقیانام سمجھے اس مسئلہ کو اختیار کر سکتا ہے۔

۱۷۔ قیامت کی کیا علامتیں ہیں۔

۱۷۔ ج۔ قیامت کے قریب قیامت کی چھوٹی بڑی نشانیاں ظاہر ہوئیں گیں مہدی علیہ السلام کی بیعت کا اقبال شام عراقی سے منکھے گا بہت کچھ اپنے استدراج دکھائیگا کچھ ایمان والے لوگ

اوس سے  
اوتیرین  
کریں گے  
والو کو  
لوگوں  
پہاڑوں  
لال انگا  
دیوار  
باج  
ایک جا  
طلوع  
گھاگیا  
۸۔ اصل  
۸۔ اے  
ظاہر  
فی عقاب  
العقاب  
نیز بے  
مصا  
العقاب



بقیہ فیضی  
مکتبہ میں گئے  
اسی نسخہ اور  
نام باجی کو بیچ  
ہوا۔ ۱۲  
عبد

عقاید صحیحہ کی از حد ضرورت ہے کیونکہ بہت سارے حضرات اول تو عقاید سے واقف ہی نہیں اور جو واقف ہیں ان کا تعامل اس امر کو بتلا رہا ہے کہ وہ عقاید کو بالکل ناکار سمجھتے ہیں لہذا اس بات میں تعلیم عقاید کی ہر پہلو سے ضرورت ہے جس کا اظہار میں نے اولاً بطریق بیان مسلسل ثانیاً بطریق سوال و جواب کیا اور ثالثاً بطریق نظم ہوا **وہا علیک سائر الالب لا ع**

مرقاۃ

ابوالبرکات محمد عبد اللہ ضلع علی المذہب شیعہ پشی بطریقیت  
نام علوم کتاب و سنت

قطعہ تاریخ کتاب ہذا از تالیف فرما لعل شاعر ہے بدل مولانا مولوی محمود حسین صاحب  
مولوی فاضل المتخلص بہ نظمی

کیونکہ نہ ہوں لایق تو صیغہ محامد کہئے  
نہ واقع الام مقاس کہئے  
ایسے ہوتے ہیں کہ بہین عابد و زاہد کہئے  
کبھی کہتے ہیں سنا و اعظم مسی کہئے  
جس کا فاسد عقیدہ و اقوام فاسد کہئے  
ایسے عابد کو نہ عابد نہ تو زاہد کہئے  
کبھی محبت بول نہ ہو او سکونہ سا جہ کہئے  
جن سے اصلاح عقاید ہو قصاید کہئے  
اہل اسلام کے برائے مقام کہئے  
سال بسال خوش سلبوب عقاید کہئے

قوم کے ناصح مشفق جو عہدہ اللہ حسین  
اون کی تصنیف جو چمن عقاید میں او سے  
اس عقیدت پر مصنف کا وہ تقویٰ اور زہد  
سیکڑوں و غط سنے ہو گئے مگر فیض مون  
ہر عمل کیلئے اصلاح عقاید ہے ضرور  
جب عقاید نہ ہوں لیچھے تو عبادت کیسی  
کوئی جب وہ جو غیر ایسے عقاید کے گرسے  
مے سنت سے میں سرشار ہوں یہ وہی کلام  
کیسی تسلیم عقاید ہوئی ایشا رائے  
ایسی تسلیم کا تصنیف کا اثر مطلق آپ

